اَلفَضل بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاء ❋ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحمُودًا

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

ہفتہ میں تین بار

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۵۲	مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء	یوم یکشنبہ	مطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ	جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

۲۶ اکتوبر صبح ۹ بجے حضرت میرزا شریف احمد صاحب ناظم تربیت جسمانی کے آرڈر کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ کے تمام کارکنان اور مقامی سکولوں کے اساتذہ احمدیہ کور کی یونیفارم میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں جمع ہوئے۔ جہاں ایک گھنٹہ تک پریڈ کرائی گئی۔

حافظ مبارک احمد صاحب معلم جامعہ احمدیہ کو دعوت و تبلیغ میں لے لیا گیا ہے۔ اور مولوی علی محمد صاحب اجمیری انکی جگہ جامعہ احمدیہ میں لگائے گئے ہیں۔

سامانہ ریاست پٹیالہ کے جلسہ میں شمولیت کے لئے ۲۷ اکتوبر حافظ مبارک احمد صاحب کو روانہ کیا گیا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خداشناسی کے متعلق اسلام کی تعلیم

فرمودہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء

خداشناسی کے متعلق جو تعلیم اسلام نے دی ہے۔ وہ ایسی صاف ہے۔ کہ ہر عقلمند کو اس کے ماننے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اسلام بتاتا ہے۔ کہ اللہ وہ ہے۔ جو تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام نقصوں سے مبرا ہے۔ وہ تمام اشیاء کا خالق اور مالک ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اسلام کسی مخلوق کو خدا یا خدا کا ہمسر نہیں بتاتا وہ خالق اور مخلوق میں فرق بتاتا ہے۔ اب اس اصل میں جب مقابلہ کیا جائے تو کیسے صاف اور واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ کوئی مذہب اس اصل میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اسلام ہی سچا مذہب ہے۔

(الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء)

جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب کا بلا مقابلہ انتخاب

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب اپنے حلقہ سیالکوٹ کیطرف سے ضمنی انتخاب میں بلا مقابلہ منتخب ہوگئے ہیں۔ اور ان کے حلقہ کے معززین نے باوجود بعض فتنہ پرداز لوگوں کی شرارتوں کے نہایت عقل اور دانشمندی سے کام لیتے ہوئے یہ گوارا ہی نہیں کیا۔ کہ کوئی شخص اس حلقہ میں سے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو سکے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب نے اپنی قوم اور ملک کی جو خدمات سر انجام دی ہیں۔ اور ہر موقع پر جس تدبّر اور قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ اس پر ان کے حلقہ انتخاب کو فخر کرنیکا پورا حق حاصل ہے۔ جس کے لئے ہم اس حلقہ کے ووٹروں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

خاتم النبیین نمبر کے لئے آخری موقع

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد و اوصاف کمالات و حالات کا دلآویز مجموعہ تیار ہو رہا ہے۔ ہر کلمہ گو مسلم کا عموماً اور احمدی کا خصوصاً فرض ہے۔ کہ وہ الفضل کا یہ خاتم النبیین نمبر خود خریدے۔ اور زائد کاپیاں حسب توفیق لیکر اقرباء و احباء کو تحفہ دے۔ قیمت فی کاپی ۴ ہے۔ درخواستیں بنام مینیجر الفضل ہوں۔

سیرت النبیؐ کے جلسوں کے لئے مبلغ

تمام جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی جماعت کو سیرت النبیؐ کے جلسہ کے لئے مبلغ منگانیکی خواہش ہو۔ تو وہ فوراً سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام قادیان کو اطلاع دے۔ کرایہ آمد و رفت بذمہ جماعت ہوگا۔ نیز ان جلسوں کی مطلوبہ تعداد پورا کرنیکی سعی کی جائے۔

سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام۔ قادیان۔

فہرست مضامین خاتم النبیین نمبر سنہ ۱۹۳۲ء

ذیل میں مضامین کی جو فہرست درج کی جاتی ہے۔ اس سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ شایع ہونے والا پرچہ کتنے اہم اور دلچسپ مضامین پر مشتمل ہے۔ احباب کو چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ اس کی اشاعت میں پوری کوشش کریں۔ اور مینیجر صاحب الفضل کو اطلاع دیں۔ کہ وہ کسقدر پرچے چاہتے ہیں۔

حصہ کی قیمت فی پرچہ صرف ۴ر ہے۔ اور حجم ۱۰۰ صفحے۔ ٹائٹل دو رنگ سے چھاپا جائیگا۔

مردوں کے مضامین

خواتین کے مضامین

نظمیں

(بقیہ کالم اول میں دیکھئے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

ہندو مسلم سمجھوتہ سے ہندوؤں کا گریز

کیا لکھنؤ مسلم کانفرنس کے ممبر اپنی قرارداد پر قائم رہیں گے؟

لکھنؤ کانفرنس میں شریک ہونیوالے مسلمانوں کا نقطہ نگاہ

ہندوؤں سے سمجھوتہ کی خاطر جب مولانا شوکت علی اور بعض دوسرے مسلمان لیڈروں نے لکھنؤ میں مسلمانوں کی ایک مجلس مشاورت منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ تو جن سرکردہ اور آزمودہ کار مسلمانوں نے اسے شک وشبہ کی نظر سے دیکھا۔ اسے بے فائدہ سمجھکر اس میں شرکت سے احتراز کیا۔ ان کا مقصد یہ نہ تھا۔ کہ مسلمانوں کی مختلف پارٹیوں میں اتحاد نہ ہو۔ وہ بھی سیاسی مطالبات میں تمام مسلمانوں کے ایک نقطہ پر جمع ہونے اور متحد ہو جانے کی اہمیت کو خوب سمجھتے تھے۔ البتہ ہندوؤں کے متعلق سالہا سال کے تجربہ کی بناء پر وہ یہ خیال رکھتے تھے۔ کہ ہندو کسی صورت میں بھی مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔ اور مسلمان جو مطالبات بھی ان کے سامنے رکھینگے انہیں رد کر دینگے۔ اس وجہ سے وہ نئے سرے سے اسلامی مطالبات پیش کرنے کو آزمودہ را آزمودن جہل است قرار دیتے ہوئے یہ کہتے تھے۔ کہ جب تک خود ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے متعلق کوئی قطعی سکیم سامنے نہ آجائے۔ اور ہندو صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں یہ نہ بتا دیں کہ وہ کس حد تک مسلمانوں کے حقوق تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت تک سمجھوتہ کے خیال سے کوئی کانفرنس منعقد کر کے تضیع اوقات کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ کیونکہ جب نتیجہ یہ نکلتا ہو۔ کہ مسلمان جو مطالبات پیش کریں انہیں حسب معمول ہندو رد کر دیں۔ تو پھر سمجھوتہ کے متعلق کوئی کارروائی کرنا اور اس غرض سے کانفرنس منعقد کرنا تضیع اوقات نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ لیکن اس نہایت دوراندیشانہ مشورہ کو کلیۃً نظر انداز کر دیا گیا۔ ہندوؤں سے مصالحت کے شوق میں کانفرنس منعقد کر لی گئی۔ اور اس میں شریک ہونے والے مسلمان لیڈروں نے ایک متفقہ قرارداد بھی پاس کر دی

سمجھوتہ کے متعلق ہندوؤں کا رویہ

مگر اس کے معاً بعد ہندوؤں نے جو لکھنؤ کانفرنس کا پرجوش خیر مقدم کر رہے تھے۔ اور اس کے انعقاد پر بے حد زور دے رہے تھے جس طرح اپنی روش بدل لی۔ اور مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے کلیۃً انکار کر دیا۔ اس کا کسی قدر ذکر گزشتہ پرچہ میں ہندو پریس کے اعلانات کی بناء پر کیا جا چکا ہے۔ اب اس بارے میں ہندو لیڈروں کے بیانات پیش کئے جاتے ہیں۔

لکھنؤ کانفرنس کی متفقہ قرارداد

لکھنؤ کانفرنس میں مسلمانوں نے متفقہ طور پر ہندوؤں سے سمجھوتہ کے متعلق جو قرارداد پاس کی۔ اُسے خود ہندو اخبارات نے جن الفاظ میں شائع کیا۔ وہ یہ ہیں۔

"چونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی جائز خواہشات کی تکمیل سے پہلے ان کی مختلف پارٹیوں میں اتحاد اور سمجھوتہ ہونا لازمی ہے۔ اور ہندوستان کے لئے ذمہ وار گورنمنٹ کے حصول کے لئے ملک کے مختلف فرقوں کا کسی باہمی سمجھوتہ پر پہونچنا بھی ضروری ہے۔ اور چونکہ کانفرنس ان اہم مطالبات کے متعلق جو آل پارٹیز مسلم کانفرنس جو یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو دہلی میں ہوئی۔ کے ریزولیوشنوں میں مندرج ہیں۔ اور جن کی وضاحت جمعیۃ العلماء ہند نے ۱۹۳۱ء میں اپنے اجلاس سہارنپور میں کی تھی۔ مکمل اتفاق پر پہونچ گئی ہے۔ اس لئے کانفرنس اعلان کرتی ہے۔ کہ اگر ان ضمنی مطالبات کو منظور کر لیا جائے۔ تو پراونشل اور مرکزی لیجسلیچروں میں طریق انتخاب کے متعلق مولانا محمد علی کے فارمولا یا کسی دیگر تسلی بخش فارمولا کی بناء پر دوسرے فرقوں سے گفت وشنید شروع کی جائے۔ بشرطیکہ مسلمانوں کی نمائندہ کانفرنس نے اس کی تصدیق کر دی ہو" (پرتاپ ۱۹ر اکتوبر)

قرارداد کی تشریح

اس کی مزید تشریح و توضیح اس بیان سے ہو سکتی ہے جو مولوی ظفر علی صاحب نے لکھنؤ کانفرنس کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے دیا۔ اور جو یہ ہے۔

"نیشنلسٹ جماعت کے قائد اعظم ہونے کے لحاظ سے مولانا ابو الکلام آزاد نے یقین دلایا کہ اگر پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت قائم رکھنے کے لئے ایڈلٹ سفریج (حق رائے دہی بالغاں) کے نفاذ تک اکیاون فی صدی نشستوں کی تخصیص پر ہندو رضامند نہ ہوئے۔ تو نیشنلسٹ جماعت ان کی نارضامندی کی کوئی پرواہ نہ کریگی۔ ساتھ ہی مولانا نے ناسپاسئیہ بھی کہا۔ کہ مسلمانوں کے شہرہ آفاق چودہ مطالبات میں سے طریق انتخاب کو چھوڑ کر باقی تیرہ مطالبات میں اگر ہندوؤں نے ایک نقطہ اور ایک شوشہ کی بھی کمی کی۔ تو نیشنلسٹ جماعت ان کا ساتھ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیگی" (زمیندار ۲۶ر اکتوبر)

گویا لکھنؤ کانفرنس کی قرارداد کے مطابق مسلمانوں نے متفقہ طور پر ہندوؤں کے سامنے جو مطالبہ پیش کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ چودہ مطالبات جو بارہا ہندوؤں کے سامنے پیش ہو چکے ہیں۔ ان میں سے تیرہ کو ہندو بغیر ایک نقطہ اور ایک شوشہ کی کمی کے منظور کر لیں۔ اس کے بعد طریق انتخاب پر گفتگو کرنے کے لئے مسلمان تیار ہو سکیں گے

ہندوؤں کا انکار

چونکہ ہندوؤں کے اپنے بیان کے مطابق اس امر پر تمام مسلمانوں میں سمجھوتہ ہو گیا۔ اور ہندو بارہا مسلمانوں سے متفقہ سمجھوتہ کا مطالبہ کر چکے اور پھر اسے منظور کر لینے کا وعدہ دے چکے ہیں۔ اس لئے چاہئے تو یہ تھا کہ وہ فوراً ان مطالبات کی منظوری کا اعلان کر دیتے۔ لیکن ہوا کیا۔ یہ کہ سارا ہندو پریس اور تمام ہندو لیڈر یک زبان ہو کر انکار کر رہے۔ اور اس وقت تک مسلمانوں سے مصالحت ناممکن بتا رہے ہیں۔ جب تک ان تیرہ مطالبات میں بھی ہندوؤں کی خواہش کے مطابق مسلمان تغیر و تبدل کرنے کا اقرار نہ کر لیں۔ جیسا کہ ہندو لیڈروں کے ذیل کے بیانات سے ظاہر ہے

ڈاکٹر مونجے کا اعلان

ڈاکٹر مونجے نے بحیثیت پریذیڈنٹ آل انڈیا ہندو مہاسبھا جو اعلان اخبارات میں شایع کرایا ہے۔ اس میں جہاں مہاسبھا کی طرف سے سمجھوتہ کے ایسے شرائط پیش کئے ہیں۔ جو مسلمانوں کے متفقہ تیرہ مطالبات کے کلیۃً خلاف اور ان کو رد کرنے والے ہیں۔ وہاں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ

"میں نے ۱۵ر اور ۱۶ر اکتوبر کو لکھنؤ میں منعقدہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے ریزولیوشنوں کو بغور پڑھا ہے۔ میں نے ان کے متعلق مسلم لیڈروں کے بیانات کو بھی پڑھا ہے۔ جن کو پڑھکر میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مسلم لیڈروں کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اگر ہندوؤں اور سکھوں نے مسٹر جناح کے ۱۴ نکات میں ترمیم کی۔ تو وہ کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہونگے" (تیج ۲۴ر اکتوبر)

یہ لکھنؤ کانفرنس کی واضح قرارداد اور اس کے متعلق مسلمان لیڈروں کے صریح بیانات کے متعلق دیدہ دانستہ دھوکہ دہی کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان اپنے سارے مطالبات میں ترمیم کرنے کے لئے تیار ہو سکیں گے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اور لکھنؤ کانفرنس کی قرارداد کے بالکل خلاف ہے۔

ڈاکٹر مونجے نے تو اس غلط بیانی کے نیچے چھپا کر اپنی یہ رائے پیش کی ہے۔ کہ ہندو اس وقت تک مسلمانوں سے مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جب تک وہ اپنے تمام مطالبات میں ترمیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ لیکن دوسرے لیڈروں نے صاف صاف یہ کہہ دیا ہے۔

ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کا بیان

ڈاکٹر گوکل چند نارنگ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ پنجاب نے کہا۔

"اگر اس ریزولیوشن کا یہ مطلب ہے۔ کہ مسٹر جناح کے ۱۴ نکات کی منظوری ہندو مسلم مفاہمت کی لازمی شرط ہے۔ تو مجھے سمجھوتہ کا کوئی امکان نظر نہیں آتا" (ملاپ ۲۲ اکتوبر)

گویا جو بات ہندوؤں کے نزدیک مسلمانوں نے متحدہ طور پر پیش کی ہے۔ اور گاندھی جی کے بارہا یہ اعلان کرنے کے بعد پیش کی ہے کہ مسلمان اپنے مطالبات متحدہ طور پر پیش کریں۔ میں ہندوؤں کی طرف سے بلاچون وچرا ان پر مہر تصدیق ثبت کر دونگا۔ وہی اب ہندوؤں کی رائے میں ہندو مسلم سمجھوتہ میں سب سے بڑی روک بن گئی ہے۔ اور اس وجہ سے ہندوؤں کو سمجھوتہ کا اب کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

بھائی پرمانند کا بیان

بھائی پرمانند نے کہا:۔

"ابتداء سے ہی مجھے یہ شبہ تھا۔ کہ ایک نئی ہندو مسلم مفاہمت کے لئے مسلم لیڈروں نے جو اقدام کیا ہے۔ خواہ اس میں مولانا آزاد ایسے نیشنلسٹ اور خواہ مولانا شوکت علی ایسے فرقہ پرست شامل ہیں وہ ایک چال ہے۔ جس کی محرک وہ کامیابی ہے جو ڈاکٹر امبیدکر کو ہندو لیڈروں سے گفت وشنید میں ہوئی ہے۔ لندن میں مولانا شوکت علی اور ڈاکٹر امبیدکر بڑے گہرے دوست تھے۔ راستہ میں بھی وہ اکٹھے رہے اور بمبئی میں وہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جہاز سے اُترے میرے لئے یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ کہ مولانا شوکت علی نے اپنے دوست ڈاکٹر امبیدکر کی پیروی کی ہے...... لکھنؤ مسلم کانفرنس کے متفقہ فیصلہ نے مسلم یک جہتی کا ڈھنڈورہ پیٹا ہے۔ اور یہ شرط لگا دی ہے کہ حلقہ ہائے نیابت کے متعلق کسی قسم کی گفت وشنید سے پیشتر ۱۴ نکات کا منظور کیا جانا ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہندوؤں کے پھانسنے کے لئے ایک جال بچھایا گیا ہے۔ تاکہ ہندوؤں سے تمام وہ مطالبات منوا لئے جائیں۔ جن کو برٹش گورنمنٹ نے بھی منظور نہیں کیا۔ یا جو ابھی تک گورنمنٹ کے زیر غور ہیں" (ملاپ ۲۲ اکتوبر)

اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ لکھنؤ کانفرنس جو ہندوؤں کی عین خواہش اور منشاء کے مطابق منعقد ہوئی۔ جس میں شریک ہونیوالوں کو انہوں نے مخلص اور ملک وقوم کے حقیقی خیر خواہ بتایا تھا۔ ان ہی کو اب چالباز کہا جا رہا۔ اور ان کے متفقہ فیصلہ کو ہندوؤں کے پھانسنے کے لئے جال بتایا جا رہا ہے۔ کیا اس رائے کا اظہار کرنے والوں سے توقع کی جاسکتی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مصالحت پر آمادہ ہو سکتے ہیں

بھگت جسونت سنگھ کا بیان

ہندوؤں کے ساتھ ہی سکھ لیڈر بھی مصالحت کے خلاف آواز اُٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ بھگت جسونت سنگھ نے کہا۔

"مجھے مجوزہ صلح کانفرنس کی کامیابی میں بڑا بھاری شبہ ہے۔ کیونکہ مسلمان اس صوبہ میں اپنی گارنٹی شدہ اکثریت مانگتے ہیں۔ اور سکھ اپنی تاریخی سیاسی اور اقتصادی اہمیت کی وجہ سے کسی فرقہ وار راج کی ماتحتی کرنے کے خیال تک کو برداشت نہیں کر سکتے" (ملاپ ۲۲ اکتوبر)

سردار امر سنگھ کا بیان

سردار امر سنگھ سکھوں کی کونسل آف ایکشن کے صدر نے کہا۔

"سکھ اس وقت تک سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ تاوقتیکہ وزیر اعظم کا فیصلہ مکمل طور پر تبدیل نہیں کیا جاتا۔ اور فرقہ دار اکثریت کا خاتمہ نہیں کیا جاتا" (ملاپ ۲۲ اکتوبر)

ہندو سکھوں کی تائید میں

سکھوں کی اس روش کی تمام ہندو پورے طور پر حمایت اور تائید کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہندو مسلم مصالحت میں ہندوؤں کے سب سے بڑے نمائندہ مالوی جی نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ

"سکھ صوبہ میں کسی بھی قوم کی آئینی اکثریت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میرا خیال ہے ہندوؤں کو سکھوں کی اس پوزیشن سے اتفاق ہے" (پرتاپ ۲۲ اکتوبر)

ہندو بے نقاب ہو گئے

ان بیانات سے سمجھوتہ کے متعلق ہندوؤں اور سکھوں کا رویہ بالکل ظاہر ہے۔ وہ قطعاً مسلمانوں کا کوئی مطالبہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور کوئی ہندو لیڈر خواہ وہ مالوی جی یا گاندھی جی کیوں نہ ہو۔ ان سے مسلمانوں کے تیرہ چھوڑ ایک مطالبہ بھی نہیں منوا سکتا۔ ان حالات میں سمجھ میں نہیں آتا۔ کوئی ہندو مسلم کانفرنس منعقد کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور مسلمان اس میں کس طرح شریک ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کے دلی ارادوں اور ان کے منصوبوں پر اب کوئی ہلکا سا پردہ بھی باقی نہیں رہ گیا۔ انہوں نے سمجھوتہ اور مفاہمت کے نام سے اپنی فریب کاریوں پر جو نقاب ڈال رکھا تھا۔ وہ اُڑ گیا۔

لکھنؤ کانفرنس میں شریک ہونیوالے مسلمانوں کا فرض

اگر لکھنؤ کانفرنس میں شریک ہونے والے مسلمان لیڈروں کو اپنے متفقہ فیصلہ کا کچھ بھی پاس ہے اور وہ اپنی عقل ودانش کو کچھ بھی وقعت دیتے ہیں۔ تو ان کا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ وہ دیکھیں۔ ان کی پاس کردہ قرارداد کی وہ شق جس کے پورے ہونے کے بعد سمجھوتہ کے متعلق گفت وشنید کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔ پوری ہو گئی ہے؟ اگر نہیں۔ تو پہلے اُسے پورا کرائیں۔ اور پھر آگے قدم بڑھائیں۔ خود مولوی ظفر علی صاحب نے لکھا ہے۔

"اب صورت یہ ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند تیرہ مطالبات پر حرفاً حرفاً متفق ہیں۔ اور ہنود کے ساتھ جو گفت وشنید فرقہ وارانہ مسائل کے تصفیہ کے بارے میں ہوگی۔ وہ صرف طریق انتخاب مخلوط کا کوئی موزون حل تلاش کرنے کے لئے یہ سمجھ کر ہوگی۔ کہ ہندوؤں نے ان کے تیرہ مطالبات بطور اصولی موضوعہ تسلیم کر لئے۔ اور ان میں ایک شوشہ کی کمی بھی نہیں ہو سکتی" (زمیندار ۲۶ اکتوبر)

اس صورت کو قائم کئے بغیر کسی کانفرنس کا انعقاد اور اس میں شرکت لکھنؤ کانفرنس میں شریک ہونے والے تمام کے تمام مسلمانوں کے لئے اپنے آپ کو بے وقعت بنانے اور اپنے متفقہ فیصلہ کو اپنے ہاتھوں دفن کرنے کا سامان مہیا کرنے والی ہوگی:

احمدیت کے مخالفین کی اپنی حالت

۲۲ اکتوبر کے "زمیندار" میں ایک شخص سید جعفری مسیحا شاہی حکیم راولپنڈی کی طرف سے یہ اعلان شائع کیا گیا ہے۔ کہ

"مسلمانوں کے لئے مرزائیوں کا بائیکاٹ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ دوسری قوموں کے بالمقابل یہ فرقہ ایک خطرناک فتنہ ہے۔ اور اسلام پر ایک حملہ ہے"

مگر اسلام کے اتنے بڑے ہمدرد اور اسلامی تعلیم کے ایسے شیدائی کی اپنی حالت ملاحظہ ہو۔ امرتسر کے اخبار "انصاف" (۲۱ اکتوبر) میں جو دہریوں کا اخبار ہے۔ اس نے حسب ذیل سوالات شایع کرائے ہیں

"(۱) اگر دنیا کے موجودہ مذاہب خدا کے بتائے ہوئے قوانین اور اصول کے بموجب ہیں۔ تو ان کی خلاف ورزی یا عمل قوانین قدرت کی طرح کیوں کسی ظاہر دینی سزا و جزا پر قادر نہیں۔

۲۔ کیا کوئی موجودہ مذہب اپنے تمام مذہبی اصولوں اور کتابوں کے احکامات کو قانون الٰہی کے مطابق ثابت کر کے خدائی مذہب ثابت کر سکتا ہے

۳۔ کیا الہامی مذاہب نے کبھی کوئی ایسی چیز بتلائی۔ جس کا وجود اس زمانہ سے پوشیدہ ہو۔ یا کشف وکرامات نے آغاز دنیا سے آج تک کوئی برکت بنی نوع انسان پر نازل کی"

یہ سوالات بتاتے ہیں۔ کہ انہیں پیش کرنیوالے کے نزدیک اسلام بھی خدا کے قوانین اور اصول کے مطابق نہیں۔ اسلام کے مذہبی اصول اور قرآن کے احکام قانونِ الٰہی کے مطابق نہیں۔ قرآن نے بھی کوئی ایسی چیز نہیں بتائی جس کا وجود زمانہ سے کبھی پوشیدہ ہو اور کشف وکرامات نے بنی نوع انسان پر کبھی کوئی برکت نازل نہیں کی۔

جس شخص کی اسلام کے متعلق اپنی یہ حالت ہو۔ اس کی طرف سے یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ اسلام کیلئے ایک خطرناک فتنہ اور اسلام پر ایک حملہ ہے۔ اس لئے اس کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ سوائے اس کے کیا مطلب رکھتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو جماعت احمدیہ سے الگ کر کے ایسے دہریوں اور زندیقوں کے حوالے کر دیا جائے۔ تاکہ وہ ناواقف لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے اپنے رنگ میں رنگین کر لیں" "زمیندار" کا ایسے لوگوں کے

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر توہین صحابہؓ کا بہتان

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی سخن فہمی

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی لغو نویسی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ کے ساتھ اہل پیغام کو جو بغض اور عناد ہے۔ اس نے ان کی قوت فکر و تدبر کو بالکل مفلوج کر رکھا ہے۔ اور بے جا تعصب اور اندھا دھند مخالفت کے ایسے مظاہرات ان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر معقولیت سر پیٹ لیتی اور سخن فہمی منہ چھپا لیتی ہے۔ ان لوگوں میں سے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا نمبر اول ہے ؂

بعض اقتباسات

"پیغام صلح" نے ۱۷ اگست میں "عقائد محمودیہ کی زد صحابہ کرام پر" کے مہذب اور شریفانہ عنوان کے ماتحت ڈاکٹر صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جسے ہر معقول انسان بغض و عناد۔ یا بدرجہ اقل بدحواسی اور خرد باختگی کا بدترین مظاہرہ قرار دینے پر مجبور ہوگا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی معرکۃ الآراء اور پیغامیت شکن تصنیف حقیقۃ النبوۃ میں نبوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے جو یہ لکھا ہے:۔ کہ

"خلاصہ کلام یہ کہ نبوت کی تعریف اور اس کے حصول کا طریق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ کہ یہ ایک انسانی کمال کا مرتبہ ہے۔ جس پر پہنچ کر انسان غیب الٰہی سے واقف کیا جاتا ہے۔ اور اس سے پہلے مراتب صالح اور شہید اور صدیق ہیں" ؂

"غرض صالح سے انسان ترقی کر کے شہید بن جاتا ہے اور یہ درجہ محدثیت کا درجہ ہے۔ اور جب انسان اس درجہ پر پہنچ کر اور فرمانبرداری دکھاتا ہے۔ اور زیادہ اطاعت کرتا ہے۔ تو اس وقت یہ اللہ تعالیٰ کا اور بھی مقبول اور پیارا ہو جاتا ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اسی طرح یہ لوگ صدیق ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ لیکن ابو بکرؓ نے جس صدق کو پا لیا تھا۔ اور جس راستی کو سمجھ لیا تھا۔ اس کو نہ حضرت عمر سمجھ سکے۔ اور نہ کوئی اور صحابی

۔۔۔۔۔۔ غرض صدیق بہت سچ بولنے والا انسان شہید سے اوپر ہوتا ہے۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت پانے سے روکا جاتا ہے" ؂

اس عبارت میں کسی قسم کی پیچیدگی اور الجھن اصلاً نہیں کلام بالکل صاف اور مفہوم واضح ہے۔ کہ صالح شہید۔ صدیق۔ نبی روحانیت کے مختلف مدارج ہیں۔ اور انسان روحانی لحاظ سے جوں جوں ترقی کرتا جاتا ہے۔ اس کا مرتبہ بلند اور وہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا جاتا ہے ؂

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے اخذ کردہ نتائج

اب اس صاف بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی سخن فہمی ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"مذکورہ بالا تحریروں سے جو نتائج نکلتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ (۱) نبوت ایمان کا ایک اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور تقویٰ میں ترقی کرتے کرتے انسان اس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔ صحابہ کرام میں سے کوئی نبی نہ بنا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ کسی کو ایمان کا یہ اعلیٰ مرتبہ نہ ملا اور اس کی وجہ یہ کہ انہوں نے کما حقہٗ تقویٰ میں ترقی نہیں کی۔ ورنہ جب ایک انسان تقویٰ میں ترقی کرتا کرتا نبی بن سکتا ہے۔ تو صحابہ کا نبی نہ بننا اس بات پر دلیل ہے۔ کہ انہوں نے قرآنی ارشاد یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون کے ماتحت تقویٰ کا حق ادا نہ کیا۔ اور جب تقویٰ کا حق ادا کرنے کی شان خدا نے یہ بتائی تھی۔ کہ تمہیں موت نہ آئے۔ مگر اس حالت میں کہ تم فرماں بردار اور مسلمان ہو۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صحابہ کی موت اسلام پر نہیں ہوئی۔ (نعوذ باللہ) کیونکہ خدا نے تقویٰ کا حق ادا کرنے کا نشان یہ قرار دیا تھا۔ کہ موت فرمانبرداری اور اسلام پر ہو۔ اور میاں محمود صاحب تقویٰ کا حق کما حقہٗ ادا ہو جانے کا نشان یہ قرار دیتے ہیں۔ کہ نبوت مل جائے۔ صحابہؓ کو جو نبوت نہ ملی تو میاں محمود احمد صاحب کے عقیدے کے مطابق تقویٰ کا حق بھی ادا نہ ہوا۔ لہٰذا ان کی موت بھی مسلمان ہونے کی حالت میں نہ ہوئی تیرہ سو پچاس سال میں سوائے حضرت مسیح موعود کسی نے بھی نبوت حاصل نہیں کی۔ کیونکہ تقویٰ کا حق ادا نہیں کیا۔ لہٰذا امت محمدیہ میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں مرا۔ سب کی موت کفر پر ہی نظر آتی ہے" ؂

ہماری طرف سے ایک فارمولا

ڈاکٹر صاحب کے اس اصل اخذ نتائج اور علم کلام کی روشنی میں ہم بھی ایک فارمولا پیش کرتے ہیں۔ اور اسی اصل کے ماتحت اس سے نتائج اخذ کریں گے۔ امید ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب ضرور داد دیں گے۔ فرض کرو۔ عام ہندوستانی کے لئے طبی تعلیم کے لحاظ سے سول سرجن کا درجہ آخری درجہ ہے ؂

ثانوی تعلیم کے بعد ایک طالب علم ترقی کر کے سب اسسٹنٹ سرجن بن سکتا ہے۔ لیکن جو اس سے بھی زیادہ کوشش کرے۔ اور محنت کرے، وہ اسسٹنٹ سرجن کی ڈگری حاصل کر سکتا ہے۔ اس سے بھی آگے ترقی کرنے کی صلاحیت اگر اسے حاصل ہو۔ تو وہ سول سرجن بھی ہو سکتا ہے غرض اسسٹنٹ سرجن سب اسسٹنٹ سرجن سے اوپر ہوتا ہے۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ سول سرجن پانے سے روکا جاتا ہے ؂

اب دیکھو سول سرجن کی ڈگری تعلیم کا ایک اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور تعلیم میں ترقی کرتے کرتے انسان اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سول سرجن نہیں بنے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ آپ کو تعلیم کا یہ اعلیٰ مرتبہ نہیں ملا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ نے تعلیم میں کما حقہٗ ترقی نہیں کی۔ ورنہ جب ایک انسان تعلیم میں ترقی کرتا کرتا سول سرجن بن سکتا ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کا سول سرجن نہ بننا اس بات پر دلیل ہے۔ کہ آپ جاہل ہیں۔ اور چونکہ اب اس بات کا کوئی امکان نہیں۔ کہ آئندہ آپ تکمیل تعلیم کر سکیں۔ اس لئے آپ جاہل ہی مریں گے۔ اگر پیغام صلح اور اس کے فاضل نامہ نگار کو اس سے اختلاف ہو۔ اور وہ یہ سمجھتا ہو۔ کہ سول سرجن کی ڈگری حاصل کرنا ایک اعلیٰ خوبی اور ترقی ہے۔ لیکن اسسٹنٹ سرجن کا عہدہ بھی ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہ کوئی ادنیٰ مقام نہیں اور اس پر فائز ہونے والا شخص جاہل نہیں کہلا سکتا۔ تو اسے یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اگرچہ نبوت روحانیت کا بلند ترین مقام ہے۔ لیکن صالح، شہید، صدیق۔ بلکہ مومن بھی اپنی اپنی جگہ خاص مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور اگرچہ وہ نبی نہیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ وہ بلند پایہ ہستیاں ہیں۔ اور محض اس وجہ سے کہ وہ نبی نہیں ہوئے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کی وفات اسلام پر نہیں ہوئی ؂

عجیب منطق

کیا عجیب منطق ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تو یہ فرماتے ہیں۔ کہ انسان روحانیت میں ترقی کر کے

شہید صالح صدیق اور نبی ہو جاتا ہے۔ مگر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ" اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ آپ کے نزدیک صحابہ کرام کی موت اسلام پر نہیں ہوئی۔ بلکہ امت محمدیہ میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں مرا۔ سب کی موت کفر پر ہی نظر آتی ہے"

اگر "ڈاکٹر صاحب قبلہ" بتقاضائے عمر ایسی بہکی بہکی باتیں لکھنے پر مجبور ہیں۔ تو پیغام صلح کو ان کی اشاعت پر کیا چیز مجبور کرتی ہے۔

غیر مبائعین کی ناکامی

غیر مبائعین کو یاد رکھنا چاہیئے۔ دنیا ان کی طرح عقل و خرد سے عاری نہیں۔ کہ ایسی ایسی نامعقول تحریرات سے وہ جماعت احمدیہ سے متنفر ہو کر صداقت سے دور جا پڑے۔ جب انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ اٹھارہ سال تک متواتر و مسلسل ناخنوں تک زور لگانے کے باوجود جماعت احمدیہ کی ترقی میں کوئی معمولی سی روکاوٹ بھی نہیں ڈال سکے۔ اور نہ کسی قسم کا نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکے ان کی کوششیں اور تمام سرگرمیاں ناکام ثابت ہو چکی ہیں۔ اور ان کی فتنہ انگیزیوں۔ غلط بیانیوں۔ دروغ بافیوں۔ بہتان طرازیوں اور الزام تراشیوں کے باوجود حق و صداقت سے پیار کرنے والی ارواح خود بخود احمدیت کی طرف کھنچی چلی آتی ہیں۔ تو بھلا ان جہل اور لچر باتوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ دنیا میں ایسا کون صاحب علم ہو گا جو ڈاکٹر بشارت احمد کی اس الٹی منطق سے یہ یقین کرے گا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ صحابہ کرام بلکہ تیرہ سو چپ اس سال میں سوائے حضرت مسیح موعود کے کوئی بھی مسلمان نہیں گزرا۔ اور سب کو کفر پر ہی موت آئی ہے۔

دروغگو را تا بخانہ رسانید

ہم دروغگو را تا بخانہ رسانید کے مطابق صحابہ کرام اور ائمہ سلف صالحین کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی رائے حضور کی اسی تصنیف سے پیش ناظرین کرتے ہیں تا ثابت ہو جائے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد نے کس قدر تلبیس سے کام لیا ہے۔ اور حضور کے نزدیک صحابہ کرام اور بزرگان سلف کی پوزیشن کیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور صحابہ کرام

"پہلے مجددین اور اولیاء محدث تھے۔ اور محدث کو بھی چونکہ انبیاء سے مشابہت ہوتی ہے۔ اور چونکہ وہ بھی آنحضرت صلعم کے بعض کمالات کے مظہر تھے۔ وہ بھی جزوی نبوت سے حصہ لیتے ہیں یعنی بعض کمالات نبوت ان کے اندر بھی موجود تھے۔ اور اگر امت محمدیہ میں نبوت ظلی نہ قرار دی جاتی۔ تو ممکن تھا۔ کہ ان میں سے بعض اعلیٰ استعداد والے محدث نبی ہو بھی جاتے۔ لیکن چونکہ اس امت میں ختم نبوت کی وجہ سے نبوت کا درجہ بڑھ گیا ہے۔ اور اب نبی وہی ہو سکتا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر اتم ہو۔ اس لئے وہ نبی نہ بن سکے۔ ہاں اپنے استعدادات کی وجہ سے بعض کمالات انہوں نے حاصل کئے۔ اس لئے جزوی نبوت پائی چنانچہ بہت سے صوفیاء نے اپنی کتب میں اپنے اندر ایسے کمالات پائے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ہم ان کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ راستباز اور خدا کا برگزیدہ یقین کرتے ہیں۔ ان کو بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض شان کا مظہر مانتے ہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان میں سے بعض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض شان کے مظہر اتم بھی ہوں۔ یعنے بعض کمالات کو انہوں نے کامل طور پر بلحاظ ظلیت حاصل کر لیا ہو۔ .... امت محمدیہ میں ایسے صاحب کمالات لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ کہ جو اس مقام تک پہنچے۔ کہ جہاں سے رسالت کا بعث ہوتا ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوشان کی وجہ سے انہیں رسول مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہ اولیاء میں ہی شامل رہے۔ گو جزوی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا مظہر ہونے کی وجہ سے وہ رسولوں کے مشابہ ہو گئے"۔ (صفحہ ۲۴۷-۲۴۸)

پیغام صلح کی فریب کاری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے نزدیک صحابہ کرام اور بزرگان سلف کی پوزیشن تو یہ ہے۔ جو اس عبارت میں بیان کی گئی۔ اور جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ان کو یقیناً اس درجہ پر پہنچا ہوا مانتے ہیں۔ لیکن فرق صرف یہ ہے۔ کہ وہ چونکہ مبعوث نہیں کئے گئے۔ اس لئے انہیں رسول نہیں کہا جا سکتا۔ مگر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی دیانتداری ملاحظہ ہو۔ کہ صاف اور عام فہم عبارتوں کو توڑ مروڑ کر اور خواہ مخواہ کی الجھنیں پیدا کر کے دنیا کو یہ کہکر دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے نزدیک تمام صحابہ کرام کی موت اسلام پر نہیں ہوئی۔ بلکہ تیرہ سو سال کے طویل عرصہ میں کوئی بھی مسلمان نہیں مرا۔ اور سب کی موت کفر پر ہوئی ہے یہ اس قدر بہتان اور اتنی بڑی دروغگوئی ہے۔ جس کے تصور سے بھی ایک ایماندار اور خداترس انسان تھرا اٹھتا ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربی کا عقیدہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے صحابہ کرام اور ائمہ سلف کی جو پوزیشن مذکورہ بالا اقتباس میں بیان فرمائی ہے۔ پہلے بزرگان امت بھی اس کے موید پائے جاتے ہیں چنانچہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی نے بھی اسے فتوحات مکیہ میں بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔ ومن کرامۃ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ان جعل من امتہ واتباعہ رسلاً وان لم یرسلوا فہم من اھل المقام الذی منہ یرسلون وقد کانوا رسلاً فاعلم ذالک... فلما انتقل محمد صلے اللہ علیہ وسلم بقی الامر محفوظاً بنو آخر الرسل فثبت الدین قائماً بحمد اللہ ما انھدم منہ رکن ان کان لہ حافظ یحفظہ یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت میں سے یہ بھی ہے۔ کہ آپکی امت اور آپ کے اتباع میں سے رسولوں کی شان رکھنے والے لوگ پیدا کئے گئے۔ گو وہ بطور رسول مبعوث نہیں کئے گئے۔ جسکا مطلب یہ ہوا۔ کہ امت محمدیہ میں ایسے متعدد لوگ پیدا ہو چکے ہیں۔ جو بلحاظ استعداد نبوت و رسالت کے مقام پر پہنچ گئے۔ لیکن چونکہ انہیں اللہ تعالے نے مبعوث نہیں فرمایا۔ اس لئے رسول نہ کہلا سکے۔ اور اس کا باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوشان ہے۔

حضرت مسیح موعود کے متعلق حضرت محی الدین ابن عربی کا عقیدہ

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ فلہ یوم القیامۃ حشران یحشر مع الرسل رسولاً ویحشر معنا ولیاً تابعاً محمداً صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنی مسیح موعود کی قیامت کے دن دو شانیں اور دو حیثیتیں ہوں گی۔ اور ان کے دو حشر ہوں گے۔ ایک تو رسول کی حیثیت سے رسولوں کے ساتھ ان کا حشر ہو گا۔ اور دوسرا ہم اولیاء کے ساتھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل متبع اور ولی امت ہونیکے لحاظ سے گویا حضرت محی الدین ابن عربی کے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود امتی ہونے کے باوجود نبی اور رسول کے مقام پر فائز ہوں گے

حضرت محی الدین ابن عربی اور ائمہ سلف

اس حوالہ سے یہ امر بھی ثابت ہے۔ کہ آپ کے نزدیک پہلے بزرگان امت باوجود رسالت کی استعداد رکھنے کے رسول نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو شانوں کا خصوصیت سے ذکر نہ فرماتے۔ اور قیامت کے روز ان کے دو حشر نہ بیان کرتے۔ آپ کا خصوصیت سے اس امر کی تشریح کر دینا بتاتا ہے۔ کہ انہوں نے اولیاء اللہ کو نبیوں میں شامل نہیں کیا۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ ختم نبوت کی وجہ سے مقام نبوت و رسالت جو کہ بہت بلند ہو گیا۔ اور اس باکمال کی پیدائش نے جو سب نبیوں کا سردار اور مرسلین کا سرتاج ہے۔ اس مقام کی اہمیت کو پہلے سے بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت اور دلی تعلق رکھنے والے انسان کے لیئے اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی روک نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے آپ کی عظمت بڑھتی اور مقام بلند ہوتا ہے اور کسی قسم کی تنقیص لازم نہیں آتی۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنی بد باطنی کے اظہار کے لیئے خواہ مخواہ کے اعتراضات کرے۔ تو اس کا علاج نہ ہمارے پاس ہے۔ اور نہ کسی اور کے پاس۔

دراصل ایسے لوگوں کا مقصد تحقیق حق یا تردید باطل نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ دیانتداری کے ساتھ کسی مسئلہ کی چھان بین کے متمنی ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کی غرض محض یہ ہوتی ہے۔ کہ خواہ مخواہ کی الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا کر کے صاف اور عام فہم باتوں کو گورکھ دھندا بنا کر لوگوں کو راہ حق و صداقت سے دور رکھیں۔

پنجاب اور دیگر علاقوں میں یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا!

خوشاب کے تمام دوستوں نے پورے اخلاص سے تبلیغ کی۔ بعض مضافات میں گئے۔ چند ایک نے شہر میں پھر کر تبلیغ کی۔ کچھ سٹیشن پر مسافروں کو تبلیغ کرتے رہے۔

کریام کے بعض احباب نے کثیر تعداد میں لوگوں کو اپنے ہاں دعوت پر بلا کر تبلیغ کی کئی دوست بصورت وفود مضافات میں گئے۔ انفرادی تبلیغ بھی کی گئی

راہوں۔ لنگڑوعہ اور نواں شہر کے دوستوں نے وفود بنا کر اردگرد کے علاقہ میں پیغام حق سنایا۔

لائل پور کے جملہ احباب مصروف تبلیغ رہے۔ دو ٹریکٹ بھی شائع کئے گئے۔ بعض احباب نے دعوت دیکر تبلیغ کی۔ سٹیشن پر جا کر بھی آنے جانے والے مسافروں کو پیغام حق پہنچایا گیا۔

نکودر۔ کینیاں کلاں۔ شیخ وال۔ لوہیاں اور نورمحل میں احمدی دوستوں نے کئی کئی گھنٹے مسلسل لیکچر دئیے۔

اڑمڑ (ہوشیارپور) کی جماعت کے اکثر احباب نے دعوت دیکر تبلیغ کی۔ ایک دوست مضافات میں گئے۔

دہوری ریاست پٹیالہ میں لوگوں کے مکانوں اور ریلوے سٹیشن پر تبلیغ کی گئی۔ عورتوں نے دعوت چائے پر عورتوں کو مدعو کر کے تبلیغ کی۔

لودہراں اور بیرو کے احباب نے پوری کوشش سے تمام دن تبلیغ میں صرف کیا۔

گنج (متصل لاہور) کی جماعت نے وفود بنا کر گردونواح کے دیہات میں تبلیغ کی۔

ملتان کے احباب نے دس ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار چھپوا کر شائع کیا۔ اور بچے بوڑھے جوان سب صبح سے شام تک بازاروں اور گلی کوچوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچاتے رہے۔

بھاگلپور کے تین معزز احمدی دوستوں نے چالیس کے قریب مقامی معززین کو کھانے پر مدعو کیا۔ اور کھانے سے قبل حضرت مولانا عبدالماجد صاحب نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں انہیں تبلیغ احمدیت کی۔ شام کو ایک جلسہ کیا گیا۔ ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

محمود پور چک نمبر ۵۲ کے احباب نے وفود بنا کر اردگرد کے علاقہ میں پیغام حق پہنچایا۔

سکھر میں انفرادی تبلیغ کے علاوہ تبلیغی ٹریکٹ، اردو سندھی میں اشتہار بھی شائع کئے گئے۔

موسٹی بنی مائنس کے احمدی دوستوں نے ایک شاندار ٹی پارٹی دی۔ جس میں غیر احمدیوں کو مدعو کیا گیا۔ اور اختلافی مسائل پر تقریریں کیں۔ اکثر سامعین نے مزید تحقیقات کا وعدہ کیا

سربپار (اڑیسہ) میں ایک ہی احمدی دوست ہیں جو دن بھر انفرادی تبلیغ کرتے رہے اور شام کو ایک مسجد میں تقریر کی۔ بہت اچھا اثر ہوا۔ اور بعض لوگ صداقت کے قائل ہو گئے۔

انبالہ شہر کے دوست مضافات اور شہر میں مصروف تبلیغ رہے بعض دوستوں نے گھر پر بلا کر تبلیغ کی۔ اخبار صباح کے بہت سے پرچے تقسیم کئے گئے۔

کراچی کے احباب نے اردو۔ انگریزی اور سندھی میں بکثرت اشتہار تقسیم کئے۔ بعض جگہ تو انہیں گندی گالیاں دی گئیں بلکہ قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ مگر انہوں نے پرواہ نہ کی۔ ایک مقامی انجمن نے مخالفت میں ناکام جلسہ کیا۔ صرف ۲۰-۲۵ آدمی شامل ہوئے۔

مالوسکے کے احباب نے اردگرد کے دیہات میں خوب تبلیغ کی

میانوالی میں بابو محمد شفیع صاحب نے بعض معززین کے گھروں پر جا کر انہیں تبلیغ کی۔ اور ان کے سوالات کے جواب دئیے

کیمبل پور کے احباب نے بھی دوکانوں۔ مکانوں اور مارکیٹوں ہوٹلوں میں اور مضافات میں جا کر مختلف لوگوں میں تبلیغ کی۔ بعض اعتراضات کے جواب دئیے۔ عورتوں نے بھی گھروں پر اور لڑکیوں کے نارمل سکول کے بورڈنگ میں جا کر تبلیغ کی۔

غورغشتی (اٹک) میں ماسٹر عزیز محمد صاحب نے لوگوں کے پاس پہنچ کر انہیں تبلیغ کی۔ بعض نے احمدیہ لٹریچر کے مطالعہ کی خواہش کی۔ اور بعض جلسہ سالانہ پر آنے پر آمادہ ہیں۔

کوٹ فتح خاں میں ڈاکٹر برکت اللہ صاحب نے بازار میں لوگوں کو خوب تبلیغ کی۔ پھر ایک قریبی گاؤں میں پہونچ کر پیغام حق سنایا۔

پونچھ کے احباب نے انفرادی طور پر مقامی معززین کے مکانوں پر جا کر تبلیغ کی۔ اردگرد کے علاقہ میں بھی دوست گئے۔ بہت اچھا اثر ہوا۔ ایک خاندان کے لوگ تو بیعت پر بالکل آمادہ ہیں۔ بعض جلسہ سالانہ پر آنے کا ارادہ رکھتے ہیں

دہلی شہر کو آٹھ حصوں میں منقسم کر کے ہر حلقہ کا ایک دوست کو انچارج مقرر کیا گیا تھا۔ تبلیغ انفرادی طور پر۔ گھروں پر دعوت دیکر اجلاس منعقد کر کے اور ایک ٹریکٹ شائع کر کے کی گئی۔

رینالہ سٹیٹ کے دوستوں نے بھی اردگرد کے دیہات میں تبلیغ کی۔

حیدرآباد کے دوستوں نے اپنے اپنے پیشہ کے لحاظ سے حلقے مقرر کر کے تبلیغ کی۔ لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ مضافات میں بھی دوستوں کو بھیجا۔ لوگوں کا رجحان احمدیت کی طرف ہو رہا ہے۔ مخالفت کم ہو رہی ہے۔

ڈیریانوالہ (سیالکوٹ) کے احباب نے مضافات میں جا کر تبلیغ کی۔ بہت سے لوگوں نے جلسہ پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا

ناروال کے احباب نے مختلف مقامات میں جا کر پیغام حق پہنچایا۔ لوگوں نے ہماری باتیں سننے کی خواہش ظاہر کی۔

شاہجہان پور کی رپورٹ مختصراً شائع ہو چکی ہے اس کے علاوہ ۲۸۵ ملحقہ قصبات میں بھی تبلیغ کی گئی۔

لاہور میں یوم التبلیغ منانے کی تقریب

اخبار "زمیندار" وغیرہ نے یوم التبلیغ کے خلاف جو شور مچایا۔ اس کا اثر بیرونجات میں جو کچھ ہوا۔ وہ تو ان رپورٹوں سے ظاہر ہی ہے جن کا خلاصہ اوپر درج کیا گیا ہے۔ کہ اول تو "زمیندار" کے واویلا کی طرف کسی نے توجہ ہی نہ کی۔ اور اگر کسی جگہ کوئی شرارت پر آمادہ ہوا۔ تو وہاں کے احمدیوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اور اپنا فرض پوری طرح ادا کیا۔ ذیل میں خاص لاہور میں تبلیغ کرنے کی کسی قدر مفصل رپورٹ درج کی جاتی ہے۔ تا یہ معلوم ہو۔ کہ لاہور میں بھی "زمیندار" وغیرہ کو کس قدر ناکامی ہوئی۔ اور احمدیوں کو تبلیغ سے کوئی چیز روک نہ سکی۔

شہر لاہور میں کل مرد تبلیغ کنندگان کی تعداد ۲۵۰ تھی۔ اور کل مستورات تبلیغ کنندگان کی تعداد ۴۲ مضافات لاہور میں کل مرد تبلیغ کنندگان کی تعداد ۵۵ تھی۔ اور کل مستورات کی تعداد ۲۰ تھی۔ گویا ۳۰۵ مردوں اور ۶۲ مستورات نے اس دن انفرادی تبلیغ میں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ جماعت لاہور نے ایک بڑے سائز کا پوسٹر ۲۰۰۰ کی تعداد میں اور ایک ۱۶ صفحہ رسالہ ۳۰۰۰ کی تعداد میں طبع کرا کر شائع کیا۔

فاتح کابل کو تبلیغ

اتفاق کی بات ہے۔ یوم التبلیغ کو ۸ بجے صبح کی گاڑی سے ہز ہائی نس شاہ ولی خاں فاتح کابل لاہور کے اسٹیشن سے گزرنے والے تھے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ایک کاپی تحفہ کابل فارسی مجلد مع ایک خط کے جس میں انہیں اس کتاب کے مطالعہ کی ضرورت بتا کر تحریک کی گئی تھی۔ کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور شاہ کابل نادر شاہ کی خدمت میں بھی پیش فرماویں ہدیۃً پیش کی گئی۔ گویا ۸ اکتوبر کے روز جماعتی رنگ میں تبلیغ ایک بادشاہ سے شروع ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک

پوسٹر اور ٹریکٹ کے ذریعہ تبلیغ

بعض دوستوں کے ذمہ خصوصیت سے نگرانی کا کام تھا کہ وہ شہر میں پھر کر دیکھیں کہ آیا تمام پوسٹر شہر میں مناسب طور پر چسپاں ہو گئے ہیں۔ نیز تمام حلقوں میں پوری توجہ اور جوش سے تبلیغ کا کام جاری ہے۔ ایسے انسپکٹروں نیز ان رپورٹروں کی بناء پر جو مختلف حلقہ جات سے موصول ہوئی ہیں۔ یہ ثابت ہے۔ کہ احباب جماعت نے دو ہزار پوسٹر نہایت محنت سے اپنے اپنے حلقہ جات میں ۷ اور ۸ کی درمیانی رات نصف رات گزر جانے کے بعد لگانے شروع کئے۔ اور صبح کے وقت تمام شہر نے ان کو پڑھا۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ پوسٹر اور رسالہ کا تمام کا تمام مضمون حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب وغیرہ سے لیا گیا تھا۔ اور حضرت اقدس کے دعویٰ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی تھی یہ رسالہ ایک نفیس انتخاب حضرت اقدس کی کتب کا ہے اور چند صفحات میں حضور کا دعویٰ حضور کے اپنے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ جو شہر بھر میں اپنے حلقہ داروں کے ذریعہ سے معززین شہر کے گھروں میں پہنچایا گیا

دوسرے دن بھی تبلیغ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام شہر میں خوب زور شور سے تبلیغ ہوئی بلکہ اتوار کے روز بھی رخصت کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ جو دوست مختلف کاموں کی نگرانی پر مامور تھے۔ اور اس وجہ سے ۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو پورے طور پر تبلیغ میں حصہ نہ لے سکتے تھے انہوں نے اس کمی کی تلافی ۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء کے روز کرنے کی کوشش کی اس طرح سے دونوں دن تبلیغ بڑے جوش اور اخلاص سے جاری رہی اور بفضلہ تعالیٰ یہ نہایت مفید ثابت ہو رہی ہے۔

طریق تبلیغ

طریق تبلیغ کے لحاظ سے تقسیم حسب ذیل تھی۔

۶۷ دوستوں نے دوسرے احباب کو اپنے گھروں پر بلا کر دعوت دی۔ اور تبلیغ کی۔

۱۰۱ اصحاب نے دوسروں کے ہاں جا کر تبلیغ کی۔

۶ دوستوں نے اپنے حلقہ میں دوستوں کو جمع کر کے تبلیغ کی

۱۶ احباب نے بازار میں کھڑے ہو کر تقریریں کیں

۱۲ احباب نے دوسرے شہروں میں جا کر تبلیغ کی۔

۱۶ احباب نے مضافات لاہور میں تبلیغ کی۔

۱۸ دوست جو اس دن سفر میں تھے۔ انہوں نے گاڑی میں اپنے ہمسفر دوستوں میں تبلیغ کر کے حق تبلیغ ادا کیا۔

پوسٹر چسپاں کرنے میں قریبًا ایک سو دوستوں نے اور تقسیم رسالہ کے کام میں قریبًا تمام احباب جماعت نے پورے طور پر حصہ لیا رسالہ دعوت الحق کے علاوہ جو جماعت کی طرف سے ۳۰۰۰ کی تعداد میں شائع کیا گیا تھا۔ بہت سے احباب نے دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق ٹریکٹ خرید کر مفت تقسیم کئے۔ مرزا محمد صادق صاحب نے ایک اشتہار ۱۰۰۰ کی تعداد میں طبع کرا کر اپنے خرچ سے شائع کیا۔

جماعت میں جوش

یوم التبلیغ نے جماعت احمدیہ میں کام کرنے کا جوش پیدا کر دیا ہے اور ہر شخص اپنے اندر تبلیغ کے لئے جوش پاتا ہے تو کل حالات کو دیکھتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام ہندوستان بلکہ بیرون ہند میں یہ تحریک بہت بڑے فائدہ کا باعث ہوگی اور اگر اس قسم کے یوم التبلیغ زیادہ تعداد میں جماعت منائے تو جماعت میں چستی پیدا کرنے اور مسائل خصوصی متعلقہ احمدیت کے متعلق ترقی علم کا شوق پیدا ہو کر بہت مفید ہوگا اور اس سے بہت مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

خاکسار۔ دلاور شاہ بخاری نائب مہتمم تبلیغ جماعت احمدیہ ضلع لاہور

سیالکوٹ کی احمدی خواتین اور یوم التبلیغ

قریبًا ایک سو پچیس خواتین نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ تین جلسے منعقد کر کے تبلیغی تقریریں کی گئیں۔ خواتین میں ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ بعض نے اپنے ہاں دعوت دے کر تبلیغ کی۔ کئی خواتین نے دوسرے گھروں میں جا کر یہ فرض ادا کیا۔ بعض مضافات کے دیہات میں بھی گئیں۔ یہ اس شہر میں احمدی مردوں کی نہیں بلکہ احمدی عورتوں کی تبلیغی جدوجہد تھی۔ جسے احراریوں کا گڑھ کہا جاتا اور جہاں بعض فتنہ پردازوں نے مخالفت کا شور برپا کر رکھا تھا۔

بزرگ صاحب مرحوم

(رقم فرمودہ جناب مفتی محمد صادق صاحب)

حضرت مولوی عبدالستار صاحب افغان المعروف بزرگ صاحب جو ایک عرصہ سے مہمان خانہ قادیان کی خاص رونق اور برکت تھے۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۶ جمادی الآخر ۱۳۵۱ھ ہجری اس جہان فانی سے رحلت کر کے ہمیشہ کے واسطے مقبرہ بہشتی میں جاگزین ہو گئے۔ آپ کی وفات ہمارے لئے ایک قومی صدمہ ہے۔ کیونکہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پرانے خادم۔ عالم باعمل۔ صاحب کشوف والہامات تھے آپ کی دعائیں اکثر احباب کے واسطے موجب تشفی اور برکات ہوتی تھیں۔ آپ کا درس کئی طالب علموں کے واسطے حصول علم کا موجب تھا۔ عاجز اکثر آپ کی صحبت میں تسکین اور روحانی راحت حاصل کرنیکے واسطے جا بیٹھتا تھا۔ افغانی احمدیوں کا آپ کے گرد ہمیشہ ایک مجمع رہتا تھا۔ اور آپ ان کی تعلیم و تربیت و ترقی کی طرف خاص توجہ کرتے تھے۔ مرحوم حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے خاص شاگردوں اور دوستوں میں سے تھے۔ اور جب حضرت شہید مرحوم نے سب سے پہلی بار کتاب آئینہ کمالات اسلام پڑھی تو مولوی عبدالستار صاحب کو اپنا ہم راز بنا کر خوست سے قادیان بھیجا۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مزید حالات معلوم کریں۔ مولوی عبدالستار صاحب قادیان آئے۔ کچھ مدت یہاں رہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر کے واپس حضرت شہید مرحوم کے پاس گئے۔ اور تمام حالات قادیان سے انہیں آگاہ کر کے قادیان آنے کا مشتاق بنایا۔ میں اس وقت ہنوز ریاست جموں کے ہائی اسکول میں ملازم تھا۔ مگر قادیان اکثر آتا رہتا تھا۔ اس واسطے ابتداء سے ہی مجھے مرحوم کے ساتھ واقفیت اور محبت کا تعلق تھا۔ جب حضرت مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم شہید ہو گئے تو اس کے بعد مولوی عبدالستار صاحب نے مستقل طور پر ہجرت کر کے قادیان میں اپنی رہائش اختیار کر لی۔ سید احمد نور صاحب کابلی کا بیان ہے کہ مولوی عبدالستار صاحب کے والدین بھی بہت نیک تھے۔ اور لوگ انہیں ہمیشہ بہت حسن ظن کے ساتھ دیکھتے تھے مرحوم ابتدائی زمانہ میں اپنے استاد حضرت شہید مرحوم کے حکم سے کئی بار قادیان آئے۔ اور بالآخر جب حضرت شہید مرحوم ۱۹۰۳ء میں خود ایک قافلہ شاگردان کے ساتھ کابل سے قادیان آئے۔ تو اس وقت بھی مولوی عبدالستار صاحب و سید احمد نور صاحب ان کے ہمراہ تھے اور ان کے ساتھ ہی خوست واپس گئے تھے۔ پھر ۱۹۰۴ء میں قادیان ایسے آئے۔ کہ ۲۸ سال گذشتہ برابر یہاں مقیم رہے۔ بزرگ صاحب خوست کی مشہور باعزت قوم منگل میں سے تھے۔ آپ کی عمر بوقت وفات قریبًا نوے سال تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں بلند مقامات عطا فرمائے۔ اور اپنے قرب میں خاص جگہ دے۔

تحریک چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق یاددہانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق جو تحریک فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں اس وقت تک جسقدر رقوم وصول ہوئیں۔ یا وعدے پہنچے ہیں۔ ان کی فہرست شایع کی جاتی ہے۔ جن احباب اور انجمنوں نے چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی نہیں کی۔ یا ابھی صیغہ ہذا کو اپنی کوشش کے نتیجہ سے اطلاع نہیں دی۔ ان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ براہ کرم چندہ جلسہ سالانہ کی فراہمی کے لئے پوری جدوجہد کر کے جلد سے جلد رقم داخل خزانہ کرادیں۔ کیونکہ وقت بہت تنگ ہے۔ جلسہ کا کام سرعت کے ساتھ شروع ہوگیا ہے جس کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ عہدہ داران انجمنہائے احمدیہ چندہ وصول کر کے فوراً بھجوادیں۔ تا کام میں ہرج نہ ہو۔ ناظر بیت المال

نمبر شمار	نام جماعت	رقم موعودہ جو ۳۰ اکتوبر تک ادا کرنی ہے	رقم جو داخل خزانہ ہوئی	
۱	قادیان لوکل	—	152-4-0	
۲	" کارکنان	1780	—	یہ رقم
۳	دھرمکوٹ رندھاوا	—	6	ماہ ستمبر کے
۴	فیض اللہ چک	—	1	بلوں سے
۵	گورداسپور	—	10	وضع ہوچکی
۶	سمبڑیال	—	5	ہے جو بل
۷	چانگریاں ماگا	—	4	ملنے پر داخل
۸	چک چھور	—	2	خزانہ ہوجائیگی
۹	امرتسر	تا آخر اکتوبر 150		اور بعض
۱۰	بھڈیار	26	—	محکمہ جات کے
۱۱	بھمہ	9	—	بل ملنے باقی
۱۲	ٹرپی	8	—	ہیں بل ملنے
۱۳	بھوے وال	11	—	پر اور رقم
۱۴	ریڑوال	22/13	—	بھی داخل
۱۵	بابا بکالا	8-8	1-4	ہوگی
۱۶	نواں پنڈ بیلداراں	17	15-4	ان کے
۱۷	ہانڈو	17-12-6	—	ذمے 25 کی
۱۸	کوٹ رادھاکشن	33	12	رقم چندہ
۱۹	مانگٹ اونچے	—	14	لگایا گیا
۲۰	بڑانوالہ	52	—	تھا لیکن
۲۱	سلانوالی	18	—	الفضل 15
۲۲	لالیاں	17	—	روپے کی اطلاع
۲۳	شیخپور	47	10	
۲۴	کڑیانوالہ	70	8	
۲۵	بلانی	26	14	
۲۶	پشاور	730	18-12	
۲۷	مردان	415	35	
۲۸	رزمک	—	52-9-6	
۲۹	بہاولپور	—	17-2	
۳۰	کریام	—	10	
۳۱	لدھیانہ	—	10-3-6	
۳۲	بھاگلپور	—	9-6	
۳۳	مونگھیر	—	20	
۳۴	کٹک	—	15	
۳۵	کیرنگ	—	15	
۳۶	علی گڑھ		9-11	
۳۷	شان ذو	—	14	
۳۸	نیروبی	—	16	
۳۹	مستری روشن دین صاحب بہاولپور اسٹیٹ		10	
۴۰	عطاء اللہ صاحب لاڑکانہ سندھ		2-15	
۴۱	چودہری فقیر محمد صاحب رہتک		45-7-6	
۴۲	نعمت اللہ خان صاحب جالندھر		143-10	
۴۳	عبدالحی صاحب جالندھر شہر		33-12	
۴۴	عبدالعزیز کوٹ فتح خان		7	
۴۵	محمد رفیع صاحب لاڑکانہ سندھ		32	
۴۶	محمود رفیع صاحب		16	
۴۷	سکندر آباد منجانب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب		300	

(باقی پھر)

الفضل کے وی پی

الفضل نمبر ۴۸ مورخہ ۲ اکتوبر میں ان اصحاب کے نام صفحہ ۹ پر چھپ چکے ہیں۔ جن کا چندہ سالانہ ۱۵ نومبر سے پہلے ختم ہو جائیگا مہربانی فرما کر ایسے دوست اپنا اپنا تمام پڑھ کر قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوادیں۔ تاکہ ۵ر زائد ان کو نہ دینا پڑے۔ ورنہ ہم نومبر کے پہلے ہفتہ میں ان کو وی۔ پی کر دیں گے جو امید ہے۔ کہ وصول کر لئے جائیں گے

نیز تمام ناظرین الفضل سے التجا کی جاتی ہے۔ کہ وہ مہربانی فرما کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں الفضل کی توسیع اشاعت کی جانب خاص توجہ دیں۔ خریدار اس کے کم ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اس کا دائرہ اشاعت وسیع ہونا چاہیے

(مینیجر)

چندہ کشمیر کے لئے احباب کی جدوجہد

چودہری غلام احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کریام اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ضلع ہوشیارپور میں دوسرے مسلمانوں سے چندہ کشمیر فنڈ وصول کرنے کے لئے مولوی عبدالقادر صاحب سجووال نے کام شروع کر دیا ہے۔ ایک وفد ان احباب کا مقرر کیا گیا۔ چودہری عبدالمنان صاحب منشی احمد علی خان صاحب۔ صوفی عبدالعزیز صاحب۔ چودہری عبدالمجید خان صاحب۔ عبدالمومن خان صاحب۔ عبدالرحیم خان صاحب۔ مولوی عبدالقادر صاحب اس وفد نے احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں سے مبلغ 6-8-7 روپے نقد سات من آٹا وغیرہ جمع کیا۔ امیر جماعت اور وفد کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

اسی طرح علاقہ کاٹھ گڑھ کے دیہات سے بھی چندہ کشمیر فنڈ وصول کیا جائے گا۔ احباب کرام کو یاد رہے۔ کہ مولوی عبدالقادر صاحب کو ضلع ہوشیارپور کے دوسرے مسلمانوں سے چندہ کشمیر فنڈ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ چاہیئے۔ کہ احمدی صاحبان ان کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے۔ ثواب دارین حاصل کریں ؛

میاں میراں بخش صاحب شیخپور سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ میں اپنا ذاتی چندہ کشمیر فنڈ تو اپنی وصیت کی رقم کے ساتھ ارسال کرتا ہوں۔ اور جب تک حضرت صاحب کا حکم اس چندہ کے بند کرنے کے لئے نہ ہو۔ اس وقت تک ارسال کرتا رہوں گا۔ ساتھ ہی دیہات سے بھی وصولی کا کام شروع کر دیا ہے۔ اور آئندہ یہ کوشش برابر ہوتی رہے گی ؛

اوکاڑہ ضلع منٹگمری سے منشی محمد رحیم الدین صاحب لکھتے ہیں کہ جناب محمد خورشید صاحب نے ماہ اکتوبر سے کشمیر کا چندہ وصول کرنے کے لئے کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور الفضل خدا ہر قسم کا چندہ اور چندہ کشمیر فنڈ وغیرہ بڑی محنت اور کوشش سے وصول کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حتی الوسع دوسرے مسلمانوں سے بھی چندہ کشمیر فنڈ وصول کر رہے ہیں ؛

عارف والہ کے سکرٹری مال چودہری چراغ الدین صاحب نے لکھا ہے جب التحریک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہم چندہ کشمیر کی فراہمی میں کوشاں ہیں۔ دوسرے مسلمانوں سے بھی چندہ لے رہے ہیں۔

۸ روپے چھ آنے کا منی آرڈر کشمیر فنڈ کے چندہ کا ارسال ہے۔ چندہ دہندگان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ تمام جماعتوں کو اس بارہ میں پوری سرگرمی کا اظہار کرنا چاہیئے ؛

(فنانشل سیکرٹری)

اشتہاری دنیا

چونکہ بعض نااہلوں کی طفیل اپنا اعتبار کھو چکی ہے۔ اس لئے آج ہم آپ کی تسلی کے لئے

اکسیر تسہیل ولادت

کے متعلق بے شمار آراء میں سے چند احباب کی آراء پیش کرتے ہیں۔

اکسیر تسہیل ولادت

آپ سے ایک دفعہ پہلے منگوا چکا ہوں۔ جو نہایت ہی مفید ثابت ہوئی۔ دو شیشیاں بذریعہ وی پی اور بھیجکر مشکور فرمائیں۔ شیخ رحیم بخش امرتسر

اکسیر تسہیل ولادت

نے ایسا جادو اثر کام کیا۔ کہ اگر مسیحا کے نام سے پکارا جائے۔ تو بجا ہوگا درد وغیرہ کی تمام تکالیف جو ولادت سے پیشتر ہوتی ہیں نہایت آسان ہو گئیں۔ اور خدا پاک کے فضل سے بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو گیا۔ اور بعد کی تکالیف بھی بالکل دور ہو گئیں۔ اللہ پاک آپ کو جزائے خیر دے۔ محمد شاہ از لائل پور

اکسیر تسہیل ولادت

کو میں نے پہلی دفعہ گھر میں استعمال کروایا تو پرماتما کی کرپا سے بلا تکلیف بچہ پیدا ہوا۔ حالانکہ پہلا بچہ کبھی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ لیکن دوسری دفعہ وقت آیا تو مجھ سے سستی ہوئی دوائی منگوا نہ سکا اور اتنی تکلیف ہوئی۔ کہ ڈاکٹر کو بلوانا پڑا۔ اب پھر آپ سے "اکسیر تسہیل ولادت" کو منگوا کر استعمال کروایا تو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ منوہر لعل سرگودہا

اکسیر تسہیل ولادت

میں نے گھر میں استعمال کروائی خدا کے فضل سے بہت مفید ثابت ہوئی۔ عبدالواحد بروٹ

اکسیر تسہیل ولادت

یہاں پر چند مستورات نے استعمال کی ہے خدا کے فضل سے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ ایک شیشی میرے گھر کے لئے بھی بہت جلد بھیج دیں۔ ظفر الحق پشاور

اکسیر تسہیل ولادت

ایک شیشی بہت جلد بھیج دیں۔ ایک بار پہلے بھی منگوائی گئی تھی۔ واقعی آپ کی دوا بہت مفید ہے ڈاکٹر نوازش علی خاں چنگا بنگیال

اکسیر تسہیل ولادت

نے خداوند کریم کے فضل و کرم سے کوئی تکلیف نہ ہونے دی۔ اب میرے ایک مہربان افسر کو ضرورت ہے۔ ایک شیشی اور بھیجدیں۔ محمد اکبر بہال

اکسیر تسہیل ولادت

نے اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنا خاص اثر دکھلایا۔ کہ میری عزیز لڑکی ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہی حالانکہ قبل ازیں ہر ایک ایسے موقعہ پر عزیزہ کو موت کا سامنا ہوتا رہا ہے اس دفعہ نہ تو قبل از پیدائش اور نہ ہی بعد از پیدائش کسی قسم کی تکلیف محسوس ہوئی۔ الحمد للہ فالحمد للہ علیٰ ذالک محمد عبداللہ سرگودہا۔ غرض آپ کی تسلی کے لئے بے شمار آراء میں سے چند کے اقتباس آپ کے سامنے رکھدئے ہیں۔ "اکسیر تسہیل ولادت" واقعی مستورات کے لئے نعمت خداداد ہے جس کے بروقت استعمال سے بفضل خدا بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد ولادت کے جو درد ہوتے ہیں وہ بھی خدا کے فضل سے بالکل نہیں ہوتے آپ یقین رکھیں اور صرف ایک اشتہاری دوائی سمجھکر اس کے خداداد فائدے سے محروم نہ رہیں قیمت بمعہ محصولڈاک اڑہائی روپے

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی لائن سرگودہا

وصیتیں

وصیت نمبر ۳۶۶۶:۔ نظام الدین ولد سماں قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر پچاسی سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور آج بتاریخ ۱۶/۲۲ بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ میں سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔ تین مکان خام کی قیمت تین صد روپیہ۔ تین گھماؤں اراضی بارانی۔ قیمت ڈیڑھ سو روپیہ گھماؤں مبلغ -/۴۵۰ روپیہ۔ بیل تین عدد قیمت اسی روپے کل -/۸۳۰ روپیہ۔ اس جائداد پر قرضہ -/۵۱۰ روپیہ۔ زمین پر -/۳۱۰ روپیہ بنک کا -/۲۰۰ روپیہ باقی جائداد کی قیمت مبلغ -/۳۲۰ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد:۔ نظام الدین ولد سماں قوم ارائیں ننگل باغباناں

گواہ شد:۔ محمد یعقوب کاتب موضع ننگل باغباناں متصل قادیان۔ گواہ شد:۔ کاتب الحروف برکت علی احمدی پسر موصی ساکن ننگل باغباناں

وصیت نمبر ۳۶۸۳:۔ برکت بی بی زوجہ محمد اکرام قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر چالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۱۰ء ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی میری موجود جائداد حسب ذیل ہے۔

مبلغ ۵۵۰ روپیہ نقد میرے پاس موجود ہے۔ ساڑھے چار سو روپیہ حق مہر بذمہ شوہر کل جائداد قیمتی ایک ہزار روپیہ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے

نوٹ:۔ ایک ہزار کا ۱/۱۰ حصہ یکصد روپیہ نقد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اب میرے ذمہ کوئی رقم بقایا نہیں ہے۔ العبد:۔ برکت بی بی زوجہ محمد اکرام

گواہ شد:۔ کاتب الحروف محمد اکرام خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ شیخ قدرت اللہ دوکاندار قادیان

وصیت نمبر ۳۶۸۶:۔ آمنہ بی بی زوجہ نور محمد صاحب پٹواری قوم راجپوت عمر ۲۴ سال ساکن پاک پٹن ڈاکخانہ خاص تحصیل خاص ضلع منٹگمری میرا مہر چار سو روپیہ ہے۔ اور ایکسو روپیہ زیور و متفرق اسباب ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی جائداد مزید ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک انجمن مذکور ہو گی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم وصیت کی مد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جائیگی لہذا یہ وصیت نامہ لکھدیا تاکہ سند رہے۔

العبد:۔ موصیہ آمنہ بی بی نشان انگشت۔ گواہ شد:۔ نور محمد بقلم خود خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ احمد الدین زرگر سیکرٹری وصایا محلہ ارائیاں قادیان

وصیت نمبر ۳۶۶۳:۔ جلال الدین ولد مہر الدین مرحوم قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۳۲ سال تاریخ پیدائش ۱۹۰۰ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ مکان خام سکونتی واقعہ محلہ ارائیاں حدود اربعہ ذیل شمال مکان چراغ دین ارائیں جنوب مکان قطب الدین ارائیں مشرق اراضی سفید ملکیت شیخ رحمت اللہ صاحب مغرب کوچہ شارع عام کل کا ۱/۳ حصہ بشراکت برادران خود مولوی ابراہیم فاضل و مولوی عبد اللہ صاحب قیمتی تخمیناً -/۸۰۰ روپیہ یعنی میرے حصہ مکان کی قیمت ۸/۱۰/۲۶۶ روپے ہوتے ہیں۔ اور اراضی زرعی ۱۰ کنال کا ۱/۳ حصہ تخمیناً (۰/۰/۳۷۵ روپیہ) کا ۱/۳ حصہ ۰/۰/۱۲۵ روپیہ ہے۔ لیکن یہ اراضی -/۱۲۵ روپیہ کے عوض میں رہن ہے۔ میں اس جائداد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ نیز میرا گزارہ کاشتکاری کی آمد پر ہے۔ جو کہ تقریباً ۷۲ روپے ششماہی ہوتی ہے۔ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ العبد:۔ جلال الدین ولد مہر الدین مرحوم قادیان محلہ ارائیاں۔ گواہ شد:۔ محمد ابراہیم برادر موصی گواہ شد:۔ عبد السمیع محلہ دار الفضل قادیان

وصیت نمبر ۳۶۷۰:۔ گلاب بی بی زوجہ میاں مہر اللہ قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) ایک عدد کپڑا سینے والی مشین قیمتی مبلغ -/۶۰ روپیہ (۲) زیور طلائی قیمتی مبلغ -/۴۰ روپیہ میزان یکصد روپیہ دسواں حصہ مبلغ -/۱۰ روپیہ

نوٹ:۔ حق مہر اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں جو کہ صرف ہو چکا ہے۔ العبد:۔ گلاب بی بی زوجہ میاں مہر اللہ حال ملازم ریلوے سٹیشن وزیر آباد۔ گواہ شد:۔ خاکسار محمد یعقوب خاں ڈاکخانہ ڈیری والہ۔ گواہ شد:۔ میاں مہر اللہ خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۳۶۷۱:۔ بشیر احمد ولد محمد اسحاق قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن اصل بڈھا ہی ضلع سیالکوٹ حال کھرڑیانوالہ ضلع لائلپور ڈاکخانہ خاص تحصیل جڑانوالہ

میری ماہوار آمد مبلغ ۳۶ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔

میرے مرنے کے بعد جس قدر میری منقولہ یا غیر منقولہ جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا۔ فقط ۱۱ جولائی ۱۹۳۲ء۔ العبد:۔ بشیر احمد بقلم خود انگلش ٹیچر مڈل سکول کھرڑیانوالہ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:۔ محمد شفیع ڈیٹرنری اسسٹنٹ سکرٹری وصایا جڑانوالہ۔ گواہ شد:۔ محمد عبد العزیز احمدی انسپکٹر بیت المال حلقہ لائلپور

وصیت نمبر ۳۶۵۶:۔ سردار بیگم زوجہ چوہدری عبد الرحیم صاحب ہیڈ ڈرافسمین ہائیڈرو الیکٹرک برانچ کپور تھلہ ہوس لاہور تاریخ بیعت پیدائشی ساکن مزنگ تحصیل وضلع لاہور

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر -/۸۰۰ روپیہ زیور -/۳۰۰ روپیہ کل -/۱۱۰۰ روپیہ۔ العبد:۔ سردار بیگم بقلم خود گواہ شد:۔ علی محمد بقلم خود کلرک ملٹری اکونٹس مزنگ۔ گواہ شد:۔ عبد الرحیم بقلم خود خاوند موصیہ۔

وصیت نمبر ۳۵۷۹:۔ حافظ علی محمد خاں صاحب ولد مولوی عبد القادر صاحب مرحوم قوم راجپوت عمر ۵۲ سال تاریخ ۱۹۱۶ء سکنہ نور والا ڈاکخانہ مانگیٹان تحصیل لدھیانہ حال فیروز پور۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ اس وقت میری ماہوار آمد تقریباً ۲۱ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:۔ حافظ علی محمد خاں پنشنر ملازم آرسنل فیروز پور۔ گواہ شد:۔ نواب الدین احمدی آرسنل فیروز پور۔ گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ احمدی آرسنل فیروز پور

وصیت نمبر ۳۶۱۲:۔ صفیہ بانو زوجہ سید ظہور احمد شاہ صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن بھیرہ قوم صوفی عمر تخمیناً ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن حال بھیرہ ڈاکخانہ خاص تحصیل بھلوال ضلع شاہپور

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی جائداد یا رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ دو ہزار روپیہ بذمہ شوہر زیورات تخمیناً چھ صد روپیہ۔ نقد روپیہ ڈاکخانہ میں مبلغ ایک ہزار روپیہ۔ کل میزان تین ہزار چھ سو روپیہ۔ العبد:۔ صفیہ بیگم بانو بقلم خود موصیہ گواہ شد:۔ عطاء الرحمٰن سکرٹری محاسب انجمن احمدیہ بھیرہ گواہ شد:۔ سید ظہور احمد شاہ احمدی شوہر موصیہ

وصیت نمبر ۳۶۵۳:۔ محمد عالم ولد میاں کریم داد قوم بٹ کشمیری تاگڑیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد مبلغ ۶۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۲۳-۱-۳۲ العبد:۔ محمد عالم حال اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جھنگ مگھیانہ۔

گواہ شد:۔ محمد حسین ہیڈ کلرک دفتر تعلیم جھنگ

گواہ شد:۔ غلام مرتضیٰ شمیم پنشنر نائب تحصیلدار جھنگ

گواہ شد:۔ نیک عالم بقلم خود برادر حقیقی موصی

محمد عالم

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

دارالعوام میں ۲۴ اکتوبر کو وزیر ہند نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ گول میز کانفرنس کا ایجنڈا شائع نہیں کیا جائیگا۔ ہم پرائیویٹ طور پر کام کریں گے۔ اور اس قسم کی کانفرنس میں رسمی کارروائی کی ضرورت نہیں۔

اٹلی کے مشہور ڈکٹیٹر مسولینی نے ۲۳ اکتوبر کو ایک زبردست تقریر کی۔ حاضرین کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی۔ آپ نے کہا۔ کہ دنیا امن و امان کا سانس لینا اور جنگ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دینا چاہتی ہے۔ لیکن امریکہ پھر ایک مرتبہ اس کو میدان جنگ میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ جمعیتہ الاقوام نہایت کمزوری سے کام کر رہی ہے۔ جرمنی کا مطالبہ مساوات حق بجانب ہے۔ اور تمام یورپین اقوام کو چاہیئے کہ اسے مان کر یورپ کو سیاسی سکون عطا کریں۔ آج کل یورپ ہی تہذیب کا مدعی ہے اور یہاں ہی زیادہ فساد ہیں۔

فرقہ وار فیصلہ کے خلاف احتجاج کے طور پر سردار ارجن سنگھ نے پنجاب کونسل کی ممبری سے استعفیٰ دیدیا ہے سردار اجل سنگھ اور سمپورن سنگھ بھی مستعفی ہو چکے ہیں۔ سردار سنت سنگھ نے اسمبلی کی ممبری سے استعفیٰ دیدیا ہے

گاندھی جی نے کالی کٹ کے زمورن کو بذریعہ تار اطلاع کیا ہے۔ کہ اگر گوروو ہر مندر کو جلد از جلد اچھوتوں کے لئے نہ کھولا گیا۔ تو شاید وہ پھر برت شروع کر دیں گے۔

فرنٹیئر کونسل نے ۲۵ اکتوبر کو آرڈیننس بل ۸ ووٹوں کے مقابلہ میں ۲۷ ووٹوں کی کثرت سے پاس کر دیا۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کومیلا نے اعلان کیا ہے کہ وہاں جو فوجی گورے تعینات ہیں۔ ان میں سے بازار چلتے ہوئے کسی پر آواز سے کسنے اور مذاق اڑانے والے شخص کو گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلایا جائیگا۔

کانگرس کے پروپیگنڈا کے مرکزی دفتر کا پولیس نے ۲۴ اکتوبر کو بڑودہ میں سراغ لگا لیا۔ اور چار مقامات پر چھاپے مارے۔ تلاشی کے دوران میں بہت سا لٹریچر اور پرنٹنگ مشینری برآمد کی۔

مدناپور کے دو ہندوؤں کے مکانات پر پولیس نے قبضہ کر کے وہاں چوکیاں قائم کر دی ہیں۔

چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی نے پولیس سے سفارش کی ہے کہ آئندہ سیاسی قیدیوں کو ہتھکڑی نہ لگائی جایا کرے۔

امریکہ میں جو دنیا کا سب سے زیادہ امیر ملک ہے۔ اقتصادی مشکلات اس حد کو پہنچ گئی ہیں۔ کہ صرف ستمبر کے مہینہ میں ساٹھ بنک فیل ہوئے۔ اکتوبر میں فیل ہونے والوں کی تعداد ابھی معلوم نہیں ہو سکی۔ سود کی کاروبار کرنیوالوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

سکھوں اور رادھا سوامیوں میں رادھا سوامی مندر راولپنڈی میں ۲۵ اکتوبر کو فساد ہو گیا۔ ایک شخص کو چاقو سے شدید زخم آئے۔ اس فساد کی وجہ رادھا سوامی لیکچر کے دوران میں سکھوں کی مداخلت تھی۔

سکھوں کے مقدس مقامات اور ان کے گوروؤں کو چونکہ بعض تاجر بطور ٹریڈ مارک استعمال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ امرتسر کی ایک بوٹوں کی فرم نے گورو صاحبان کی تصویریں بطور ٹریڈ مارک استعمال کی ہیں۔ اس لئے سکھوں نے اس مذہبی توہین کو روکنے کے لئے ایک "دھارمک ٹریڈ مارک تو ڑو سبھا" قائم کی ہے۔

سری نگر میں گذشتہ دوشنبہ کی شب دفعتہً آگ لگ گئی جس پر فائر انجن قابو پانے سے قاصر رہے۔ اور تین صد مکانات جل گئے۔ نقصان کا اندازہ تیس لاکھ کیا جاتا ہے۔

مالوی جی کی پنجاب میں آمد کے متعلق ایک دلچسپ خبر شائع ہوئی ہے۔ جب آپ امرتسر پہونچے۔ تو اچھوتوں نے شاندار استقبال کیا۔ لیکچر کے لئے سٹیج بنایا۔ آپ نے تقریر کی۔ کہ آپ لوگوں کو تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ اور مندروں میں داخلہ کے متعلق جلدی نہ کرنی چاہیئے۔ اچھوتوں نے فروٹ پیش کیا۔ مگر آپ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ ایک نیشنلسٹ مسلمان نے تحریک کی۔ تو آپ نے کہا۔ میرے کھانے کا وقت نہیں اس نے کہا انگور کا ایک دانہ ہی لے لیں۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ بلکہ جاتے ہوئے ان کے ہار بھی اتار کر سٹیج پر چھوڑ گئے۔ کیا اچھا اچھوت ادھار ہے۔

آریہ سماج کے ایک پرچارک سوامی بھیتا نند کو ملتان پولیس نے ۲۵ اکتوبر کو اس الزام میں گرفتار کر لیا۔ کہ وہ خانیوال سے ملتان جاتے ہوئے گاڑی میں فوجی سپاہیوں کو بغاوت پر آمادہ کر رہا تھا۔

دارالعوام میں ۲۶ اکتوبر کو لیبر پارٹی کی طرف سے حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی۔ اس پارٹی کے رہنما نے حکومت پر شدید نکتہ چینی کی۔ وزیر اعظم نے بحث کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ جب سے قومی حکومت قائم ہوئی ہے۔ بے روزگاروں کی تعداد کم ہو گئی ہے۔ بے روزگاری کی امید نہیں ہے۔

کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے تدابیر سوچنے کی ضرورت ہے یہ زبانی ہمدردی کا سوال نہیں

فرنٹیئر کونسل میں ۲۵ اکتوبر کو یہ سوال بحث کے لئے پیش ہوا۔ کہ آیا آئندہ اصلاحات میں صوبہ سرحد کے لئے ایک اعلیٰ ایوان کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کونسل کی تمام جماعتوں نے متفقہ طور پر ایوان اعلیٰ کے قیام کی مخالفت کی۔

پنجاب کونسل میں ۸ نومبر کو ایوان اعلیٰ کے قیام کا سوال پیش ہونے والا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس روز ہندو اور سکھ ممبر فرقہ وار فیصلہ کے خلاف احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کر جائیں گے۔

لکھنؤ کانفرنس کے متعلق نواب صاحب ڈھاکہ اور آنریبل سید عبدالحفیظ رکن کونسل آف سٹیٹ نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں اسے مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے اس کی غیر نمائندہ حیثیت کو پوری طرح بے نقاب کر دیا ہے۔

مولانا شوکت علی نے وائسرائے کو ایک خط لکھا ہے اور ان سے مسلمانوں کی طرف سے درخواست کی ہے۔ کہ گاندھی جی کو رہا کر دیا جائے۔ تا مصالحت کانفرنس میں شریک ہو سکیں۔ اگر انہیں رہا نہ کیا گیا۔ تو مولانا یکم نومبر کو جیل میں ان سے ملاقات کریں گے۔

بنگال گزٹ میں ۲۶ اکتوبر کو اعلان کیا گیا ہے۔ کہ انقلاب پسندوں کی شورش انگیزی کی وجہ سے چٹاگانگ اور اس کے سات نواحی دیہات کے ہندوؤں پر اسی ہزار روپیہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔ ان پر انقلاب پسندوں کو امداد اور پناہ دینے کا الزام ہے۔

مولوی ظفر علی خاں ۲۶ اکتوبر امرتسر میں ایک ایسی زہر آلود تقریر کر رہے تھے۔ کہ ہندو مسلم فساد کا غالب احتمال پیدا ہو گیا۔ اور پولیس کی امداد طلب کرنی پڑی۔ جس نے آکر امن قائم کیا۔

دارالعوام میں ۲۵ اکتوبر کو وزیر ہند نے اعلان کیا۔ کہ عالمگیر اقتصادی تباہی سے بالکل بچ جانے کا کوئی ملک دعویٰ نہیں کر سکتا۔ قومی مصنوعات کی ہمت افزائی کے لئے حکومت کی پالیسی حسب دستور جاری رہیگی۔

خان بہادر حاجی رحیم بخش رئیس لاہور رکن آل انڈیا مسلم کانفرنس نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ کہ بہت ممکن ہے مولانا شوکت علی اور پنڈت مالویہ کی کوششیں گاندھی جی کو جیل سے چھڑا لینے کے معاملہ میں کامیاب ہو جائیں۔ لیکن ان سرگرمیوں کا جو حقیقی مقصد بیان کیا گیا ہے۔ اس کے حاصل ہونے کی امید نہیں ہے۔ مسلمانان پنجاب کو یقین ہے کہ اگر مسٹر جناح کے چودہ نکات بجائے تیرہ نکات کو ہندو اور سکھ قبول بھی کرلیں۔ تو یہ امر جداگانہ انتخاب کی قربانی کا بدل نہیں بن سکتا۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان ہی سے شائع کیا۔ ایڈیٹر:- غلام نبی